مثال تاریخ میں ڈھونڈے سے نہیں ملتی۔ ان کے مقابلہ میں غزوۂ اُحد میں حضرت علیؓ کا کوئی اہم کارنامہ ہمارے سامنے نہیں آیا۔ پھر اُن کی بہادری کا غلغلہ کیسے بلند ہو گیا؟

موصوف اسی صفحہ پر لکھتے ہیں کہ جناب علیؓ نے غزوۂ خیبر میں مرحب کو قتل کیا۔ حالانکہ ابن ہشام، امام سہیلی، طبری، ابن اثیر، ابن عبدالبر اور ابن کثیر اس پر متفق ہیں کہ مرحب کے قاتل حضرت محمد بن مسلمہ انصاریؓ تھے۔ نوشاہی صاحب ص۲۸۵ پر رقم طراز ہیں کہ حضرت علیؓ نے قلعہ خیبر کا دروازہ اٹھا کر بطور ڈھال استعمال کیا۔ اور اس کا وزن چھتیس ہزار من تھا۔ اولاً: حضرت علیؓ نے جو قلعہ فتح کیا تھا اس کا نام خیبر نہیں بلکہ قموص تھا۔ ثانیاً۔ شبلیؒ نے سیرۃ النبیؐ میں اسے بازاری قصہ لکھا ہے۔ ذہبی کے نزدیک دروازے کو بطور ڈھال استعمال کرنے والی روایت منکر ہے۔ اس کے راوی بریدہ بن سفیان کو امام ابی داؤد اور دار قطنی غیر معتبر بتاتے ہیں۔ ذہبی نے ان تمام روایات کو کلھا واھیۃٌ کہکر رد کر دیا ہے۔ ثالثاً: چھتیس ہزار من وزنی دروازے کو کتنے آدمی کھولتے اور بند کرتے ہوں گے؟ اس قدر وزنی دروازے کی ایک کچے قلعے میں کیا ضرورت تھی؟ امام مسلم بن حجاج نیشاپوری پر اللہ تعالیٰ کی صدہا رحمتیں نازل ہوں، اہل الجرح کی ایسی روایات کے بارے میں کیا خوب فرما گئے ہیں: "یقول یجری الکذب علی لسانھم ولا یتعمدون الکذب"[1] فرماتے ہیں جھوٹ ان کی زبانوں سے جاری ہو جاتا ہے حالانکہ ان کا ارادہ جھوٹ کا نہیں ہوتا —— یہی بات شرافت صاحب پر صادق آتی ہے کہ وہ بلا ارادہ جھوٹ باتیں لکھتے ہیں۔

اسی صفحہ پر نوشاہی صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت پر حضرت علیؓ تمام صحابہ کے اجماع سے زینت بخش مسندِ خلافت ہوتے۔ ان کی یہ روایت بھی درست نہیں۔

---

[1] صحیح مسلم مع شرح نووی، حصہ اوّل، مکتبہ رشیدیہ دہلی ۱۳۷۶ھ، ص ۱۳-۱۴۔

حضرت علیؓ کی خلافت پر صحابہ کرامؓ کا کبھی اجماع نہیں ہوا، کئی مقتدر صحابہ ان کے بجائے حضرت امیر معاویہؓ کے طرفدار تھے۔

شرافت صاحب نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے حالات صرف دو صفحوں پر، حضرت فاروق اعظمؓ کے حالات تین صفحوں پر اور حضرت عثمانؓ کے حالات چار صفحوں پر درج کیے ہیں۔ جبکہ انھوں نے حضرت علیؓ کے حالات قلمبند کرنے کے لیے ۱۳۲ صفحے وقف کیے ہیں۔ میرے نزدیک یہ شیعیت کی دلیل ہے۔ علامہ تمنا عمادی مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ صوفی شیعوں کے خالہ زاد بھائی ہیں۔ شیعیت میں جان نہ تھی، صوفیوں نے شیشے لگا کر شیعیت کی دیواروں کو کھڑا کیا ہے۔

نوشاہی صاحب صفحہ ۲۸۸ پر لکھتے ہیں کہ حضرت علیؓ اکثر غزوات میں حامل لوائے محمدی رہے۔ یہ ان کا حسن ظن ہے ورنہ حقیقت کچھ اور ہے۔ حضورؐ کے علمبرداروں میں حضرت حمزہؓ، حضرت مصعب بن عمیرؓ، حضرت زبیر بن العوامؓ، حضرت سعدؓ بن عبادہ ان کے فرزند حضرت قیسؓ، حضرت زید بن حارثہؓ اور اسامہ بن زیدؓ کے اسمائے گرامی ملتے ہیں۔ احادیث میں غزوہ خیبر میں صرف فتح قموص کے دن حضرت علیؓ کو علم عطا کیے جانے کا ذکر ملتا ہے۔		(باقی آئندہ)

بقیہ: حضرت نظام الدین اولیاءؒ ....

گویا انسانی مساوات اور اخلاقی رواداری کی جو تعلیمات حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ اور ان کے مریدوں اور خلفاء نے عوام کے سامنے پیش کی تھیں، انھیں کو کبیر داس، پیپا، رائے داس، سائینا، گرونانک اور چیتنیا نے بھگتی تحریک کے نام سے ہندو سماج میں پھیلایا اور اس طرح ایک ایسی معتدل راہ نکالی جس پر چل کر مذہب وملت، ذات پات اور رنگ ونسل کے امتیاز کے بغیر ہندو اور مسلمان، دونوں ہندستانی سماج میں کامیاب اور باعزت زندگی گذارنے کے قابل ہوسکے ــــــ		ختم شد

وشوابھارتی یونیورسٹی کے فارسی عربی اور اُردو مخطوطات

از: عبدالوہاب بدر بستوی سینٹرل لائبریری وشوابھارتی یونیورسٹی، شانتی نیکیتن

(گذشتہ سے پیوستہ)

رقعات ابوالفضل صفحات ۷۳۔ کاتب دیسراج ولد لالہ جوکراج متخلص بالفت، متوطن سیالکوٹ۔ تاریخ کتابت ۹ر دسمبر (دسمبر) ۱۸۶۷ء بپاس خاطر لالہ مہتاب رائے برادر خورد دیوان وزیر مل۔ کتابت نیم خط شکستہ۔

ابتداء اور درمیان کے چند صفحات ناقص ہیں۔ بقیہ صفحات جو موجود ہیں ان میں جا بجا جملے و الفاظ کتب خور حرا ثیم کے حرص دنداں کا شکار ہو گئے ہیں۔ نسخہ کے مجموعی رقعات کی تعداد واضح نہیں ناقص دیباچہ کے بعد صرف رقعہ اوّل تا سیزدہم (بجز رقعہ سوم) کے مخاطبین کا ذکر پایا جاتا ہے۔ اس کے بعد سے عدد اور رقعات کے مخاطبین کا اندراج کاتب نے ترک کر دیا ہے۔ البتہ ہر رقعہ کے اختتام پر تھوڑے سے فاصلے کے بعد جن دیگر رقعات کی ابتداء ہے اُن کے شمار کرنے سے کل رقعات کی تعداد ۵۳ معلوم ہوتی ہے۔ یہ رقعات طلباء کو خطوط نویسی اور تعلیم املا کی غرض سے ترتیب دیئے گئے ہیں جن کی وضاحت ناقص دیباچہ کی آخری سطور ذیل سے ہوتی ہے:

"یقین است قارئش بمطالع رقعات و مشاہدۂ ایں مفاوضات بقانون املا و انشاء متضمن و مشتمل گردد۔ رجای واثق است کہ ایں نونہال چمن مہارت و نو رستہ حدیقہ صداقت ہموارہ باطراوت و نضارت باد۔"

شروع کے جن تیرہ رقعات کے مخاطبین کی کتابت ہے وہ حسب ذیل ہیں:

رقعہ اوّل حق سبحانہ تعالیٰ ذات بابرکات برادر بجان۔ رقعہ دوم خدام

رفیع المقام نجیب الدین حکیم ہمام ۔ رقعۂ سوم (مخاطب مذکور نہیں)۔ رقعۂ چہارم بخدمت نکتہ آفریں شعراء ۔ رقعۂ پنجم بجانب برادر خورد برخورداری ابوالفضل را ۔ رقعۂ ششم بہ برادر خورد نویسد ۔ رقعۂ ہفتم گرامی نوشتہ احباب بروز طرب افروز ۔ رقعۂ ہشتم بخدمت دوستان ۔ رقعۂ نہم بخدمت نواب نویسد ۔ رقعۂ دہم بمحبوب نویسد ۔ رقعۂ یازدہم بخدمت شاگرد نویسد ۔ رقعۂ دوازدہم بمحبوب نویسد ۔ رقعۂ سیزدہم دوست خان بلند مکان ۔"

ان معتون رقعات کے بعد والے رقعات میں ذیل کے نام پائے جاتے ہیں :

"قاضی حسن، ملک الشعراء خواجہ حسین، حضرت مشیخت پناہی شیخ الاسلام، خواجہ سید علی، رقعہ برادر خورد، برادر عزیز از جان سعد اللہ طول عمرہٗ، شیخ علی اور رفعت پناہی حکیم ابوالفتح ۔"

علامی ابوالفضل کے رقعات کا وہ مجموعہ جو زیور طبع سے متعدد بار ہمارے ہند میں آراستہ ہو چکا ہے اور اکثر افراد و اداروں میں پایا بھی جاتا ہے، اس سے پیش نظر رقعات کی کسی طرح کی بھی مماثلت نہیں پائی جاتی ۔ مختلف اداروں اور کتب خانوں کی کٹلاگ و دیگر تاریخی و ادبی کتب کی ورق گردانی کے باوجود کسی میں بھی کوئی ذکر نہیں مل سکا ۔ کاتب نے اپنے نام اور سالِ کتابت کے قبل " رقعاتِ ابوالفضل" تحریر کیا ہے ۔ حقیقتاً اگر یہ رقعات علامی ابوالفضل کے ہیں تو سمجھنا چاہئے کہ یہ نسخہ نایاب ہے ۔ جو وشوا بھارتی یونیورسٹی لائبریری کے علاوہ غالباً دنیا کے کسی مقام میں نہیں پایا جاتا ہے ۔ اگر اصحابِ علم و تحقیق اِس پر کچھ روشنی ڈال سکیں تو شکریہ کے موجب ہونگے ۔

علامی ابوالفضل کی حیات پر کچھ لکھنا فی الحال قلم انداز کیا جا رہا ہے ۔ جب موصوف کے مشہورِ "مکتوبات" کا تعارف پیش کیا جائے گا تو اس ضمن میں چند باتیں عرض کی جائیں گی ۔

چار پیر چہاردہ خانوادہ | صفحات ۸ ، تاریخ کتابت ۹ شوال سنہ ۱۱۳۹ھ / ۱۷۲۶ء ۔ مصنف و کاتب کا نام مذکور نہیں ہے ۔ نسخہ مذکور کے ابتدائی صفحات ناقص ہیں

شیخ حبیب عجمی اور شیخ عبدالواحد بن زید اور پھر ان دونوں شیوخ سے جو سلسلہائے تصوف جاری ہوئے انہی کا اختصاراً بیان پایا جاتا ہے۔ عنوانات مذکورہ حسب ذیل ہیں :

"اوّل حبیبیان، دوم طیفوریان۔ سیوم کرخیان، چہارم سقطیان، پنجم جنیدیان، ششم کازرونیان۔ ہفتم طوسیان۔ ہشتم فردوسیان۔ نہم سہروردیان۔"

یہ نو سلسلے شیخ حبیب عجمی سے شروع ہوتے۔ اور شیخ عبدالواحد بن زید سے جن سلسلوں کی ابتداء ہوئی وہ بایں طور ہیں :

"اوّل زیدیان، دوم عیاضیان، سیوم ادھمیان، چہارم ہبیریان، پنجم چشتیان۔"

آخرِ نسخہ اصل متن کے بعد ایک دعا بعنوان "درمیان دو کس بغض افگنی" اور ایک نقش جو عشق میں دیوانگی پیدا کرنے کے لیے ہے۔ پھر اسی صفحہ آخر کی دوسری پشت پر "شجرۂ چہار پیر چہاردہ خانوادہ" اور ان سے جو دیگر سلسلہائے تصوف کی شاخیں نکلیں انہی کی ایک تفصیلی فہرست ہے جو انیس ۱۹ صفحات تک پھیلی ہوئی ہے۔

نسخہ "چہاردہ پیر و چہاردہ خانوادہ" اور "شجرۂ چہار پیر و چہاردہ خانوادہ" کے بارے میں یقینی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ یہ ایک رسالہ ہے یا دونوں الگ الگ۔ اسی طرح مصنف کے متعلق بھی کچھ نہیں معلوم ہو سکا کہ آیا دونوں رسالوں کے مصنف ایک ہیں یا مختلف۔ البتہ فہرست کتب خانہ آصفیہ سرکار عالی حیدرآباد جلد اوّل کے ص۴۲۸ پر چار پیر و چہاردہ خانوادہ نام کے ایک نسخہ کا ذکر ملتا ہے جس کے صفحات ۷۴ ہیں اور مصنف کا نام زین العابدین بتایا گیا ہے لیکن دیگر تحریری ذرائع کے پیش نظر یہ اطلاع مشتبہ ہے کیونکہ مذکورہ نام کے نسخے مختلف اداروں میں بھی ہیں جن میں نہ تو اسم مصنف کا ذکر ہے اور نہ ہی اسقدر ضخامتِ تصنیف ہے۔ ایشیاٹک سوسائٹی لائبریری کلکتہ میں ایک نسخہ بنام "چہاردہ خانوادہ" ہے[1] اور دوسرا نسخہ "چہاردہ شجرہ" ہے[2]۔ اسی طرح خدا بخش لائبریری پٹنہ میں ایک "رسالہ در تصوف" جس کی عبارت کا ابتدائی

[1] فہرست فارسی قلمی ایشیاٹک سوسائٹی لائبریری کلکتہ مرتب ڈیلو۔ ایوانو۔ جلد دوم ص ۴۴۴۔ [2] فہرست کتب عربی، ص ۱۱۲۔